لیبیا میں سرقہ اور حرابہ کی حدود کا قانون

(۲)

(از جناب حبیب ریحان ندوی، لکچرار اسلامک انسٹی ٹیوٹ۔ البیضاء۔ لیبیا۔)

باب سوم

مشترک احکام (درباب سرقہ و حرابہ)

دفعہ ۸۔ اُس مجرم کی سزا جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہو[۱]

وہ استثناء جو دفعہ نمبر ۳۱ میں وارد ہے، جس کی رو سے مجرم پر دونوں جرموں میں اگر اٹھارہ سال

---

[۱] سرقہ اور حرابہ دونوں حدود میں مقنن نے حد نافذ ہونے کی عمر کامل اٹھارہ سال ہجری رکھی ہے۔ ان دونوں موقعوں پر راقم نے حاشیہ نہیں لگایا تھا کیونکہ اِس جگہ یہ مناسب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان تکالیف شرعیہ کا مکلف بالغ ہونے کے بعد ہوتا ہے، یعنی اوامرِ الٰہیہ کی اتباع پر ثواب، نواہی کے ارتکاب پر گناہ، اسی طرح حدود و قصاص وغیرہ جیسی قانونی چارہ جوئیاں بھی اُسی وقت ہوتی ہیں۔ لیکن بلوغ سے قبل بھی تعزیر و تادیب کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ اس طرح بچپن ہی سے شعور اور لاشعور دونوں میں احکام شریعت کی اتباع کا جذبہ اور دین پر عمل پیرا ہونے کی عادت پیدا ہو جائے۔ نماز جوان ہونے کے بعد فرض ہے لیکن سات برس کی عمر میں اس کا حکم دینا اور دس سال کی عمر میں تنبیہ و تادیب کرنا اسی لیے ضروری ہے کہ نماز اس کی عادت ثانیہ بن جائے۔ اسی طرح بلوغ سے پہلے کیے گئے جرم، جیسے چوری، ڈاکہ اور قتل وغیرہ پر حدود و قصاص تو نافذ نہیں ہوں گے کیونکہ شرعی و عقلی طور پر مجرم ابھی مکلف نہیں ہوا ہے لیکن اس کی تادیب و تنبیہ و تعزیر انتہائی ضروری ہے کیونکہ مکلف ہو جانے کے بعد خدانخواستہ یہ جرائم اس کی فطرت و عادت نہ بن جائیں۔

ہجری سے کم عمر ہے تو اس پر حد نافذ نہیں ہوگی اور اس کی تعزیر حسب ذیل طریقوں سے ہوگی ۔

سے ۵ اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ تکالیف شرعیہ بالغ ہونے کے بعد شروع ہوتی ہیں اور بلوغ کی اصلی علامت مرد کے لیے انزال واحتلام اور عورت کے لیے حیض ہے ۔ لیکن یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ایک طرف تو ان کا علم دوسروں کو ممکن نہیں، مجرم ان سے انکار کر سکتا ہے ۔ دوسری بات یہ کہ جس کے بلوغ کا علم نہ ہو یا مقررہ متعدد فقہی علامتوں میں سے کوئی اس میں نہ پائی جائے تو کیا وہ کسی عمر میں بھی تکالیف شرعیہ کا مکلف نہ ہوگا ؟ اس سلسلے میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں ۔ یہاں اختصار کے ساتھ اتنا لکھنا چاہتا ہوں کہ ایسی صورت میں امام ابویوسف و محمد، امام شافعی و احمد وغیرہ نے مرد و عورت دونوں کے لیے مکمل پندرہ سال کی عمر رکھی ہے ۔ ایک روایت میں امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول نقل ہوا ہے مفسر قرطبی مالکی نے امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ سترہ سال کی عمر ہے ۔ اس سلسلے میں جو حنفی مراجع راقم نے دیکھے ان میں مجھے یہ قول نہیں ملا ۔ لیکن میں نے استقصاء نہیں کیا ہے اس لیے نفی کی پوزیشن میں نہیں ہوں ۔ ہاں امام اعظم کا قول ایسی لڑکی کے سلسلے میں جس کے بلوغ کی دوسری علامتیں ظاہر نہ ہوئی ہوں سترہ سال ہے ۔ لیکن لڑکے کے سلسلے میں یہ قول راقم کی نظر سے نہیں گزرا ۔ قرطبی نے امام مالک کا سترہ سال والا قول اور یہ قول کہ جب اس کی آواز بھاری ہو جائے نقل کیا ہے اور اٹھارہ سال والے قول کی طرف اشارہ نہیں کیا ۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے دو قول اور نقل کیے ہیں ۔ ایک انیس سال اور اسے مشہور بتایا ہے ، دوسرا اٹھارہ سال ۔ فقہ حنفی کے عظیم مرجع شمس الائمہ ابوبکر السرخسی نے بھی لڑکے کے سلسلے میں دو قول نقل کیے ہیں اور انیس سال والی روایت کو اصح لکھا ہے ۔ لیکن حنفی فقہ کے دوسرے مراجع اور ابحاث کی رو سے امام صاحب کا مشہور قول اٹھارہ سال ہی ہے ۔ اس کی تاویل بعض حضرات نے یہ کی کہ انیسواں سال شروع ہو جائے ۔ لیکن فی الحقیقت یہ تاویل صحیح نہیں، بلکہ یہ دو مختلف روایتیں امام صاحب سے منقول ہیں، کیونکہ بعض روایتوں میں یہ لفظ بھی موجود ہے کہ تا آنکہ انیس سال پورے ہو جائیں ۔ قرطبی نے امام مالک کا اٹھارہ سال والا قول نقل نہیں کیا لیکن فقہ مالکی میں بھی یہی قول مشہور و معتبر ہے ۔ بلغۃ السالک لاقرب المسالک الی مذہب الامام مالک میں بلوغ کی پانچ علامتیں باب الحجر کے آخر میں بیان ہوئی ہیں ۔ ان میں ایک یہ بھی ہے "عمر کا اٹھارہ سال ہونا" مزید اس موضوع کی تفصیل اقوال اور دلائل ان شاء اللہ تفصیلی مضمون میں بیان ہوں گے ۔ لیبی مقنن نے امام مالک و امام ابوحنیفہ کے مشہور قول کے مطابق اور احتیاط کی خاطر اٹھارہ سال مقرر کیے ہیں ۔ اور تکلیفِ قانونی کی عمر اکثر قوانین جدیدہ میں بھی یہی رکھی جاتی ہے، لیکن اس فرق کے ساتھ کہ اسلامی شریعت قمری سال سے حساب لگاتی ہے اور وضعی قوانین شمسی سال سے ۔

(۱) اگر اس نے سات سال پورے کر لیے ہیں لیکن پندرہ سال مکمل نہیں ہوئے ہیں تو اس کی تعزیر اصلاحی تدابیر، نصیحت اور سخت کلامی کے ذریعہ کی جائے گی، اور اگر وہ دس سال سے زیادہ ہے تو اس کی تعزیر ضرب سے بھی کی جاسکتی ہے۔

(۲) اگر اس نے پندرہ سال پورے کر لیے ہیں تو سرقہ کے جرم میں اس کی تعزیر ضرب (مار پیٹ) کے ذریعہ ہوگی اور حرابہ کے جرم میں اس کی تعزیر ضرب سے بھی ہوسکتی ہے، اور قانونی اصلاحیہ (تربیت و اصلاح کے لیے بنائی گئی سرکاری تربیت گاہ یا جیل) میں رکھ کر بھی کی جاسکتی ہے۔

(۳) جو دو صورتیں مذکورہ بالا دو بندوں میں پیش کی گئی ہیں ان سے متعلق اگر (اٹھارہ سال سے کم عمر والے مجرم سے) جرم دوبارہ صادر ہو تو مجرم پر ایسی ضرب کا حکم لگایا جائے گا جو اس کی عمر کے مناسب ہو، اور اگر وہ دس سال سے اوپر ہے تو اس کو اصلاحی جیل میں رکھے جانے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

(۴) اور دونوں منصوص حدیں (سرقہ و حرابہ) تکرار کی صورت میں اس قانون میں ایک ہی حکم رکھتی ہیں۔

(۵) اس دفعہ میں جو تعزیرات (سزائیں) بیان کی گئی ہیں وہ محض تادیبی کاروائیاں ہیں۔

دفعہ ۹۔ سرقہ اور حرابہ کے جرم کی نوعیت

سرقہ اور حرابہ کے دونوں جرم جن پر حد نافذ ہوگی وہ اس قانون کے احکام کے مطابق ثابت ہونگے۔

دفعہ ۱۰۔ ثبوت

(۱) اس قانون کی دفعہ نمبر ۱ و ۴ میں بیان کیے ہوئے دونوں جرم عدالت کے سامنے ایک دفعہ اعتراف سے ثابت ہو جائیں گے، یا دو مردوں کی گواہی سے، لیکن مجنی علیہ (جس پر زیادتی کی گئی ہو) کا شمار گواہوں میں نہیں کیا جائے گا۔ حرابہ میں وہ گواہ ہوسکتا ہے بشرطیکہ دوسرے کے حق میں گواہ ہو۔

(۲) مجرم اپنے اعتراف سے انکار کر سکتا ہے آخری فیصلے کے صادر ہونے سے قبل۔ اس صورت میں حد ساقط ہو جائے گی اگر اس کا ثبوت صرف مجرم کے اقرار سے ہوا ہے، اور حد کے ساقط ہونے سے وہ تعزیرات ساقط نہ ہوں گی جو اس دفعہ کے بند نمبر ۳ میں آگے آرہی ہیں۔

(۳) اور ان قانونی تعزیرات (سزاؤں) کا اطلاق ہوگا جو عقوبات کے قانون میں درج ہیں، ایسے شخص کے لیے جس کے بارے میں اس دفعہ میں بیان کی گئی شرعی دلیل ثابت نہ ہو، یا اس مجرم کے حق میں

جس نے اپنے اعتراف سے انکار کیا ہو، اور یہ اس صورت میں جبکہ جج جرم کے ثبوت پر کسی بھی دوسری دلیل یا قرینے سے مطمئن ہو۔

دفعہ ۱۱۔ ابتداء (جرم کی ابتداء اور اس کو شروع کرنے کی سزا، یعنی جرم مکمل نہ ہونے کی صورت میں)

(۱) (لیبی) قانون تعزیرات کے احکام اُس جرم کے شروع کرنے کے بارے میں نافذ العمل ہوں گے جن کے لیے حد مقرر ہے۔

(۲) ابتداء کرنے کی سزا دونوں جرموں میں اس قانون کے مطابق طے کی جائے گی جو قانون تعزیرات (لیبیا) کی دفعہ نمبر ۶۰ و ۶۱ میں وارد ہے اور یہ اس طرح کہ اس جرم پر جو سزا قانون مذکور میں مقرر ہے وہی نافذ ہو گی۔[۵]

دفعہ ۱۲۔ جرائم اور سزائیں متعدد ہونے کی صورت میں

(۱) اگر مجرم کے جرم ایک دوسرے سے مربوط ہوں یا کئی ہوں ایسے جن پر حد نافذ ہوتی ہو تو اس طرح سزا دی جائے گی:

(الف) اگر سزائیں ایک ہی جنس کی ہیں اور مقدار میں بھی برابر ہیں تو ایک ہی سزا دی جائے گی۔

(ب)۔ اگر سزائیں تو یکساں نوعیت کی ہیں لیکن مقدار میں تفاوت ہے تو ان میں سے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

(ج)۔ اگر سزائیں مختلف الجنس ہیں تو سب کی سب دی جائیں گی۔

(۲) اگر مجرم کی طرف منسوب جرموں میں بعض ایسے دوسرے جرائم بھی ہیں جن کی سزا قانون تعزیرات (لیبیا) میں یا کسی اور قانون کے ماتحت موجود ہے تو سزائیں سابقہ بند کے ماتحت نافذ ہوں گی، لیکن دوسرے جرائم پر دی گئی سزائیں بھی معاف نہیں ہوں گی۔

(۳) قتل کی سزا (موت کی سزا) چاہے وہ حد کی وجہ سے ہو یا قصاص کی صورت میں یا تعزیر کی شکل میں

---

[۵] یعنی حد اس وقت نافذ ہو گی جب اس کے نفاذ کی تمام شرطیں پوری ہوں۔ لیکن شروع کرنے اور جرم مکمل نہ ہونے کی صورت میں شرعاً حد نافذ نہ ہو گی۔ کیوں؟ اس کی نقلی تفصیل، تفصیلی مضمون میں "حرز" سے متعلق بحث میں کروں گا۔ ایسی صورت میں مجرم کو بالکل معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ قانون تعزیرات لیبیا کے ماتحت سزا دی جائے گی۔

ساری دوسری سزاؤں کو ختم کر دے گی[۱]

دفعہ ۱۳ — دوبارہ جرم کی صورت میں

(۱) اگر مجرم نے ایسا جرم دوبارہ کیا جس پر ایک بار اس پر حد جاری ہو چکی ہے، سرقہ یا حرابہ کی شکل میں تو قتل کے جرم کے سوا، اس کو سزا جیل کی دی جائے گی[۲] اور سزا کی مدت ختم ہونے سے پہلے اسے رہا بھی کیا جا سکتا ہے اگر اس کی توبہ ظاہر ہو آگے آنے والی دفعہ (نمبر ۱۴) کے احکام کی روشنی میں۔

(۲) پھر اگر (تیسری بار) جرم کا اعادہ ہو تو اس کی سزا مؤبّد (تا حیات) جیل ہو گی[۳]

۱؎ سزا کی ان بیان کردہ قانونی شکلوں میں سے بعض اکثر فقہاء میں متفق ہیں اور بعض میں معمولی اختلاف ہے جن کی تفصیل اس مختصر مقالہ میں چنداں ضروری نہیں، تفصیلی مضمون ہی اس کا متحمل ہو سکے گا۔

۲؎ حرابہ کے سلسلے میں تکرارِ جرم کی صورت میں تو فقہائے کرام کے نزدیک دوبارہ قطع نہ کیے جانے پر اتفاق ہے، لیکن دوبارہ چوری کرنے کی صورت میں مذاہب اربعہ میں دوبارہ بھی قطع ہے۔ لیبی مقنن نے مالکی عالم و فقیہ ابن عربی کے بیان کردہ اور تفسیر قرطبی میں بھی ابن عربی ہی کے حوالہ سے منقول، مشہور تابعی حضرت عطاء کا قول یہ نقل کیا ہے اور اسی کو آسانی کی خاطر قبول کیا گیا ہے۔ مختصراً یہ عرض کرنا ہے کہ آسان قول مذاہب اربعہ میں احناف و حنابلہ کا ہے۔ یعنی دوسری بار بایاں پیر کاٹا جائے گا۔ لیکن تیسری بار قطع نہ ہو گا۔ اس کی شرعی دلیل مفصل مضمون میں دی جائے گی۔ استنباط و قیاس کے طور پر حرابہ میں ایک پیر اور ایک ہاتھ کٹنے کے بعد پھر قطع نہ ہونا بھی ایک نظیر یا عقلی دلیل کا کام دے سکتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں تیسری بار چور کا بایاں ہاتھ اور چوتھی بار دایاں پیر کاٹا جائے گا۔ اور بھی اقوال اس سلسلے میں موجود ہیں۔ اس مسئلہ کی مکمل تفصیل اور ائمۂ فقہ کے دلائل کتاب و سنت اور اقوال صحابہ کی روشنی میں، تبصرہ میں پیش کروں گا، کیونکہ یہ مسئلہ بھی مسئلہ نصاب کی طرح مذاہب اربعہ سے اخذ نہیں کیا گیا ہے۔

۳؎ احناف کے نزدیک جب تیسری دفعہ قطع نہیں ہے تو جیل تا حیات ہے۔ لیکن اس کے ساتھ بھی توبہ کی شرط موجود ہے۔ شرح فتح القدیر میں ہے فان سرق ثالثا لایقطع بل یعزّر ویخلد فی السجن حتی یتوب او یموت (۴-۲۴۸)۔ لیبی مقنن نے توبہ کی یہ شرائط فقہ حنفی کی رو سے دوسری بار کے جرم میں لی ہیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے، اور تیسری بار کی صورت میں تا حیات قید کی شکل اختیار کی ہے، اور توبہ یعنی دنیاوی (باقی بر صفحہ آئندہ)

دفعہ ۴ ا۔ مکرر جرم کرنے والے مجرم کی توبہ سے متعلق تحقیقی کارروائیاں[۱]

(۱) دوبارہ جرم کرنے والے مجرم کو سابقہ دفعہ کے بند نمبر ا کی روشنی میں تین سال جیل میں رہنے سے قبل رہا نہیں کیا جا سکتا۔

(۲) مجرم کو اس بات کا حق ہے کہ یہ مدت (تین سال) گزر جانے کے بعد نیابت عامہ (پبلک پراسکیوٹر) کے پاس درخواست پیش کرے جس میں سرقہ یا حرابہ سے توبہ کا اعلان ہو، پھر نیابت عامہ اس بات کی تحقیق کرے اور جیل میں اس کے چال چلن کے بارے میں متعلقہ لوگوں سے پوچھ گچھ کرے، اور یہ بھی کہ کیا اس کو رہا کرنے سے اصلاح کی امید ہے یا نہیں؟ ان تحقیقات و استفسارات کے بعد پبلک پراسکیوٹر اپنی تحقیقات کے اوراق اپنی رائے کے ساتھ اس عدالت میں پیش کرے جہاں سے (مجرم کی سزا کا) فیصلہ صادر ہوا تھا۔

(۳) عدالت مجرم کو رہا کرنے کا فیصلہ صادر کرے گی اگر اس کے نزدیک مجرم کی توبہ ثابت ہو گئی۔ عدالت کو اس بات کا حق ہو گا کہ وہ جیل سے رہائی کے بعد کچھ مدت کے لیے اس کی نگرانی کی شرط بھی لگا دے نگرانی کی یہ مدت اس باقی مدت سے زیادہ نہیں ہو سکتی جتنی مدت کے لیے جیل کا فیصلہ عدالت نے مجرم کے حق میں پہلے صادر کیا تھا۔ (عدالت جرم سے باز رکھنے کے لیے) دوسری حفاظتی تدابیر کا حکم بھی دے سکتی ہے، بشرطیکہ وہ حریت (انسانی آزادی) کو مقید نہ کرتی ہوں۔

(۴) اگر عدالت نے (توبہ کی) درخواست نامنظور کر دی تو نامنظوری کی تاریخ سے (پورے) ایک سال تک دوبارہ (مجرم) درخواست پیش نہیں کر سکتا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) معافی اور جیل سے رہائی کی شرط ساقط کر دی ہے، تاکہ چور کے لیے دوسری بار چوری کرنے میں عدم قطع کی جو آسانی فراہم کی گئی تھی اس کا وہ ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔ خدا کے دربار میں معافی تو ہر وقت ممکن ہے۔ مقنن نے اس طرح مزید چوری کا دروازہ بالکل بند کر دیا۔

[۱] دراصل توبہ خدا اور بندہ کے درمیان ہوتی ہے اور یہ دل کی اس کیفیت کا نام ہے جس سے گناہ گار کو گناہ سے نفرت ہو جاتی ہے اور وہ گناہ سے باز رہنے کا عہد کرتا ہے۔ لیکن قانونی طور پر اس کی تحقیق اور تیقّن ضروری ہے اور شریعت کے اصولوں اور مصلحت کے تقاضوں کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس سے مقصود سوسائٹی اور فرد کی اصلاح ہے۔

(۵) عدالت سے صادر شدہ فیصلہ جو مجرم کی توبہ قبول کرنے کے بعد اس کو رہا کرنے کے لیے اس کے حق میں ہو یا (اُس کے خلاف) توبہ کی درخواست کو نامنظور کرنے کی شکل میں ہو، (دونوں صورتوں میں) اس فیصلہ پر کسی بھی اپیل کے (رائج) طریقوں کی رو سے اپیل جائز نہ ہوگی۔ (یعنی عدالت کا فیصلہ اس باب میں آخری ہوگا اور کسی دوسری عدالت میں اس کے خلاف اپیل دائر نہ ہو سکے گی)۔

دفعہ ۱۵ - حد والے جرم ایک خاص مدت گزرنے سے ساقط ہو جائیں گے[۱]

---

[۱] لیبی مقنن نے مدت گزرنے سے حد ساقط ہو جانے کا نظریہ فقہ حنفی سے اخذ کیا ہے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ مدت گزر جانے کی وجہ سے گواہی میں شک پڑ جاتا ہے، اور یہ شک حد کو ختم کرنے کے لیے کافی ہے۔ لیکن مال کا ضمان ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ ایک مسلمان شخص جب کسی چور کو چوری کرتے دیکھتا ہے تو اس پر دو حالتوں میں سے کسی بھی ایک حالت پر عمل کرنا درست ہے۔ ایک تو یہ کہ "مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ" کے پیش نظر وہ اس کی اطلاع نہ کرے۔ اس حالت میں بھی وہ گناہ گار نہیں، دوسری یہ کہ چوری کی کثرت ہو جانے، یا چوری سے نفرت ہونے یا سوسائیٹی کو برائیوں سے پاک کرنے کی غرض سے فوراً اس کی اطلاع کرے اور اپنی گواہی دے۔ اس صورت میں بھی وہ گناہ گار نہیں۔ ان دونوں صورتوں میں سے جو صورت بھی اس نے اختیار کرلی گویا وہ اپنے واجب سے سبکدوش ہوگیا۔ لیکن اُس وقت تو چور کی چوری کو چھپا لیا اور اطلاع اور گواہی نہ دی لیکن دس سال گزر جانے کے بعد اس کی اطلاع دی۔ اس سے یہ شک واقع ہو جاتا ہے کہ گواہ نے اب یہ عمل نہ اس شخص کے فائدہ کے لیے کیا ہے جس کی چوری ہوئی، اور نہ اُس وقت کی خاموشی مجرم کی ستر پوشی کی غرض سے تھی، بلکہ اب کسی کینہ یا حسد یا مخالفت یا عداوت کی بنا پر وہ یہ گواہی دے رہا ہے۔ اس طرح گواہی میں شبہ پڑ جاتا ہے، اور حدود چھوٹے سے چھوٹے شبہ سے بھی ختم ہو جاتی ہیں۔ لیبی مقنن نے مدت کی تحدید امام ابو حنیفہ کے اس قول کی بنا پر کی ہے کہ "قاضی کو ہر زمانہ اور ہر جگہ عرف و حالات کے مطابق یہ مدت مقرر کرنے کا حق ہے۔" فقہ حنفی میں شرح فتح القدیر کے بیان کے مطابق امام محمد کا قول ایک ماہ کا ہے، اور لکھا ہے کہ ایک روایت امام ابو حنیفہ و ابو یوسف سے بھی یہ ہے اور لکھا ہے کہ "وہو الاصح"۔ امام محمد نے الجامع الصغیر میں مدت چھ ماہ رکھی ہے اور یہ بھی اقرب الی الصحۃ اور معقول ہے۔ قدیم زمانے میں اسلامی نظام قضاء میں مقدمات اس قدر طویل نہیں ہوتے تھے جس قدر اب یورپ سے آئے ہوئے نظام عدالت میں ہیں، جن کی رو سے ایک ایک دعویٰ سالہا سال تک عدالتوں کے چکر کاٹتا رہتا ہے۔ مگر اب یہ چھ ماہ کی مدت بھی کافی نہیں اس لیے مجتہد اور مقنن (باقی بر صفحہ آئندہ)

یہ دونوں جرم جن پر اس قانون کی رو سے حد واجب ہوگی، ان پر سے حد ساقط ہو جائے گی اگر ارتکاب جرم پر پورے دس سال گزر گئے ہوں۔ اور یہ اس صورت میں کہ مجرم خود اعتراف جرم نہ کرے، اور یہ مدت پوری ہوگی ان احکام کے مطابق جو (لیبی) قانون تعزیرات میں مقرر ہیں۔

دفعہ ۱۶۔ حدود کی سزائیں مدت گزر جانے سے ساقط ہو جائیں گی

(۱) وہ حدود جو اس قانون میں بیان کی گئی ہیں بیس سال گزر جانے سے ساقط ہو جائیں گی، لیکن صرف قتل کی سزا تیس سال بعد ساقط ہوگی۔ اور یہ سب اس صورت میں جب کہ (عدالت) کا صادر شدہ فیصلہ مجرم کے اقرار و اعتراف سے نہ ہو (مطلب یہ ہوا کہ مجرم کے اقرار سے ثابت شدہ حد ساقط نہ ہوگی)[۵۱]۔

(۲) حد ساقط ہونے کی مدت (عدالت کے) آخری فیصلے کے بعد شروع ہوگی۔

(۳) ہر وہ مانع جو (حد) کو نافذ کرنے کی راہ میں پیش آگیا ہو وہ مدت میں محسوب نہ ہوگا[۵۲]۔

دفعہ ۱۷۔ عقوبات حدود کی قطعیت اور لزوم

اس قانون میں منصوص حدود کی سزاؤں کو نافذ کرنے سے روکنے، یا ان کو بدلنے، یا ان میں کمی کرنے اور معاف کرنے کا فیصلہ (کسی کی طرف سے بھی) جائز نہیں ہے۔

دفعہ ۱۸۔ فیصلہ کو عدالت عالیہ میں پیش کرنا۔

تعزیری احکام میں مقرر اپیل کے طریقوں اور قاعدوں میں استثناء کے ساتھ[۵۳]:

(بقیہ صفحہ سابقہ) تو مدت کے تعین کا حق ضرور ہے جیسا کہ امام اعظم کے قول میں موجود ہے۔ کیونکہ پولیس، پبلک پراسیکیوٹر، چھوٹی عدالتیں، ہائی کورٹ، سپریم کورٹ وغیرہ کا طویل طریقہ موجود ہے۔ لیکن گواہی اور گواہوں سے متعلق احناف کی عقلی اور واقعاتی دلیل کی رو سے مدت بہت زیادہ نہ ہونی چاہیے۔

۵۱ اعتراف کی صورت میں حد مدت گزرنے سے ساقط نہ ہوگی یہ جمہور فقہاء امت کا قول ہے۔

۵۲ یہ تین صورتیں ہیں۔ پولیس یا عدالت تک کیس ہی نہ پہنچا ہو تو جرم دس سال میں ختم ہو جائے گا۔ فیصلہ صادر ہوا مجرم کی عدم موجودگی میں یا مجرم فیصلے کے بعد بھاگ گیا تو قتل کے سوا سزا بیس سال میں ختم ہو جائے گی۔ تیسری شکل یہ کہ بیماری وغیرہ جیسے کسی مانع کی رو سے سزا میں تاخیر ہوئی تو تاخیر کی یہ مدت محسوب نہ ہوگی۔

۵۳ یہ مقررہ طریقے بعد میں بیان کروں گا، یہاں اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ براہ راست (باقی بر صفحہ آئندہ)

(۱) اگر مجرم کی موجودگی میں حد کا فیصلہ صادر ہوا ہے، ان دونوں جرموں میں سے کسی ایک پر جو اس قانون کی دفعہ ۱ و ۴ میں بیان ہوئے ہیں، تو عدالت عالیہ کے سامنے اس مقدمہ کے تمام اوراق فیصلہ کے چالیس دن کے اندر پیش کرنے ضروری ہیں، اور عدالت مجرم کے لیے وکیل کا بندوبست بھی کرے اگر اس کا دفاع کرنے والا کوئی نہیں ہے، اور پبلک پراسیکیوٹر اپنی رائے اور رپورٹ مقدمہ پیش کرنے کے بعد پندرہ دن کے اندر پیش کرے، اور مجرم کے وکیل کو اس کے پندرہ دن بعد اپنا دفاع پیش کرنا ہوگا۔

(۲) عدالت عالیہ اس قضیہ میں قانونی اور موضوعی (قانون کی دیکھ بھال اور اس خصوصی مقدمہ کی مکمل تفصیلی تحقیق کے بعد) فیصلہ کرے گی، اور اس کا یہ فیصلہ آخری ہوگا۔

دفعہ ۱۹ - حد کی تنفیذ

حد کا حکم اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا جب تک عدالتِ عالیہ اس مقدمے کا فیصلہ نہ کر دے۔

دفعہ ۲۰ - حد کی صورت میں قتل اور جیل کی تنفیذ کی صورت

قتل اور جیل کے حکم کی تنفیذ جو اس قانون میں مقرر کی گئی ہے وہ اُن اصولوں اور طریقوں پر ہوگی جو (لیبی قانون میں) موت کی سزا اور جیل سے متعلق نافذ ہیں۔

دفعہ ۲۱ - قطع (ہاتھ یا پیر کاٹنے) کی سزا کی تنفیذ

اس قانون کی دفعہ ۲ و ۵ میں وارد قطع کی سزا اس طرح نافذ کی جائے گی۔

(۱) (حد) کی تنفیذ سے پہلے (یعنی جس دن حد نافذ ہونے والی ہو اس کے مقررہ وقت سے بالکل متصل) محکوم علیہ کا طبی معائنہ ضروری ہے جو سرکاری ڈاکٹر کرے گا، تاکہ وہ یہ رپورٹ پیش کرے کہ تنفیذ حکم کی وجہ سے کوئی خطرناک صورت تو پیش نہیں آ سکتی، کسی بیماری کی وجہ سے، یا حاملہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے، اور اگر ڈاکٹر کی رائے یہ ہو کہ تنفیذ حکم میں تاخیر ہو تو اسے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) عدالت عالیہ میں اپیل کے کاغذات پیش کرنا لیبی مقنن نے ضروری قرار دیا ہے اگرچہ کہ مجرم اپیل نہ بھی کرے، کیونکہ یہ حد کا معاملہ ہے اور عدالت عالیہ کی تصدیق یا فیصلے کے بغیر اس کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔

تاخیر کی مدت کا تعین کرنا ضروری ہوگا۔[۵۱]

(۲) قطع کا حکم جیل کے ہسپتال یا عمومی ہسپتال (کسی بھی سرکاری حکومت کے ہسپتال میں) اسپشلسٹ ڈاکٹر (سرجن) کے ذریعہ اور آپریشن کے طریقے پر، اور ان مناسب طبی طریقوں (سہولتوں) کے استعمال کے ساتھ نافذ ہوگا جس میں محکوم علیہ کو بے حس کرنا بھی شامل ہے۔[۵۲]

(باقی)

۵۱ یہ احتیاط شریعت مطہرہ کے اصولوں اور مصلحت عامہ کے تمام عقلی و فطری تقاضوں کی رو سے انتہائی ضروری اور معقول ہے۔

۵۲ مقنن نے یہ سہولتیں اس لیے رکھی ہیں کہ حد کا مقصود برائی سے روکنا، اور ڈرانا ہے، ہلاک کرنا یا تلف کرنا نہیں ہے۔ المغنی لابن قدامہ میں لکھا ہے کہ حد آسان اور سہل ترین طریقے پر نافذ ہوگی۔ یہ سہولت اور آسانی شرعی طور پر بالکل صحیح ہے۔ مقنن نے ہسپتال میں حد کا نفاذ رکھا ہے۔ اس بات کی تصریح قانون یا یادداشت میں مجھے نہیں ملی کہ کیا عوام الناس اس پر قیام حد کو دیکھیں گے یا نہیں، چاہے وہ ہسپتال ہی میں کیوں نہ جمع ہوں؟ قیام حد جس طرح مجرم کو دوبارہ اس فعل شنیع سے باز رکھنے کا ذریعہ ہے اسی طرح وہ پوری سوسائٹی اور عوام الناس کو بھی برائی سے روکنے اور باز رکھنے کا فطری طریقہ ہے اور محض قطع کی خبر اخبار میں پڑھتے یا ریڈیو پر سننے سے شاید وہ تاثر اور چوری سے خوف، نفرت اور نفسیاتی انفعال نہ ہو جو بذات خود اس کا مشاہدہ کرنے سے ہو۔ لیکن بہت ممکن ہے کہ عصر حاضر میں ٹیلی وژن، موویز، اصلاحی فلمیں اور سینما اس تاثر، انفعال اور خوف و زجر کے جذبات پیدا کرنے میں مدد کرے اور اس طرح شریعت کا منشا پورا ہو۔